# قصر خلافت فاروقیؓ کی خشت اول حضرت علیؓ نے رکھی

ابو غضنفر آل محمد

محرم بھی ان حرمت والے مہینوں میں ہے جن میں جنگ و قتال تو دور کی بات معمولی لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ بھی ناجائز ہے۔ اسلام چاروں حرمت والے مہینوں (ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) کو مکمل امن و سکون سے گزارنے کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے پہلے جونہی ان مہینوں میں سے کسی بھی مہینے کا آغاز ہوتا ہر طرف امن و سکون کی بہار آ جاتی اور جاری جنگیں بند ہو جاتیں۔ لیکن اب محرم کا نام ذہن میں آتا ہے تو جنگ و جدل اور خوف و حراس کا تصور ذہن کو گھیر لیتا ہے اور اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ جونہی اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک فرقہ نمودار ہوتا ہے جو ماتم اور تعزیہ کے نام پر عجیب و غریب حرکات کر گزرتا ہے اور ان کے جلسے جلوسوں میں ایسی ایسی خلاف حقیقت و شریعت باتیں کی جاتی ہیں۔ جن سے ۹۰ فیصد مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور ان کے ایمان پر زد پڑتی ہے۔ جس سے ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ملک میں امن عامہ کی جو حالت ہوتی ہے اس سے کوئی بھی ذی شعور غافل نہیں ہے۔

آخر یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے؟ کیا بد امنی کا باعث بننے والی باتیں شیعہ مذہب کا جزو لاینفق ہیں؟ اور کیا تاریخی شواہد اور حقائق ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان باتوں کا چھوڑنا شیعہ مسلک کے لئے ناممکن ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔ شیعہ کے مذہب کا سارا دار و مدار اہل بیت کی محبت پر ہے اور اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اصحاب ثلاثہ اور دوسرے صحابہ کرام کو حقیر ثابت کیا جائے اور سب و شتم کا نشانہ بنایا جائے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جتنی بھی اشتعال انگیز باتیں کی جاتی ہیں اگر انکو تاریخ اور حقائق کی عدالت میں پیش کیا جائے تو آپ کو یہ سب کچھ حقیقت کے برعکس اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والے یہود و سبائی منصوبوں کی کڑی نظر آئے گی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام ہی کی ایک جماعت ہے جن کی امانت و دیانت، عدل، ایمان کو مشکوک بنا دیا جائے تو مسلمانوں کا سارا دین مشکوک بن جاتا ہے اور اگر ان کے دین کو مشکوک بنا دیا جائے تو ہم مسلمانوں سے وہ بدلہ لے سکتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے یہود کو پوری دنیا میں ذلیل کر دیا تھا۔ ان کی اس چال میں ہمارے بعض مسلمان بھی آگئے جس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرکے جنگ و جدل کا ایک ایسا سلسلہ جاری ہو گیا جس کا کبار صحابہ کرام اور علمائے عظام سمیت لاکھوں مسلمان لقمہ بن چکے ہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

**فاروق اعظم نے اپنے دور خلافت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تین مرتبہ ۱۴ ہجری، ۱۵ ہجری اور ۱۷ ہجری ہو اپنا نائب مقرر کیا۔**

حیرت کی بات یہ ہے کہ نسل در نسل یہ سلسلہ جاری ہے لیکن اس کی اساس و بنیاد پر کوئی غور ہی نہیں کرتا کہ ان لڑائی جھگڑوں کی وجہ کیا ہے جبکہ ہر مسلمان اہل بیت سے محبت کرتا ہے اور اس کا ایمان ہے کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں کرتا یا ان کو برا جانے اس کا ایمان مشکوک ہے۔ اس کے علاوہ یہ کچھ نہیں کہ سبائیت کا پروپیگنڈا ہے۔ جس سے متاثر ہو کر ہمارے بعض بھائی بھی اہل بیت سے محبت کی آڑ میں صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں جبکہ اصل میں وہ اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں کیونکہ اسلام صحابہ کرام کی امانت، دیانت اور عدالت پر قائم ہے۔ صحابہ کرام سے نفرت کرنا، نبی کریم اور اللہ تعالی پر طعن ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے امت کو اس بات سے ڈراتے ہوئے، فرمایا:

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوا من بعدی غرضا فمن احبھم فبحبی۔

آج یہی دنگا و فساد کا موجب ہے اور یہ سب کچھ بعد کا پیدا کردہ ہے۔ عہد صحابہ میں یہ نہ تھا۔ صحابہ کرام کے جن جھگڑوں اور نفرت و عداوت کا ذکر کرکے صحابہ کرام پر طعن زنی کی جاتی ہے وہ سب جھوٹ و افترا کا پلندا ہے اور صحابہ کرام کی آپس میں وہ لازوال محبت تھی۔ جس کا دشمن بھی معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور یہ حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ قرآن مجید نے صحابہ کرام کی آپس میں محبت کا

یوں نقشہ کھینچا ہے۔

محمد الرسول الله والذین معه اشدا علی الکفار رحماء بینهم (الفتح)

ترجمہ :۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھیوں (کی حالت یہ ہے) کہ وہ کفار کے معاملے میں بہت سخت اور آپس کے معاملات میں نہایت رحم دل اور شفیق ہیں ۔

ہو حلقئہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اب ذیل میں صحابہ کرام کے آپس میں ایثار و محبت کی مثالوں میں سے چند مثالیں نسل نو کی عدالت میں پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ بھولی بھالی عوام ان حقائق سے ناواقف نہ رہے اور اگر عدل و انصاف کی نگاہ ان پیش کردہ حقائق کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرے تو کرے حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے اور نسل نو اس یہودی پروپیگنڈے کو سمجھ سکے اور ان کے گمراہ کن افکار کو چھوڑ کر حقائق کی روشنی میں صراط مستقیم کی تلاش میں کوئی مشکل پیش نہ آئے لیکن مجلے کی تنگی داماں کے پیش نظر اور اس حوالے سے بھی کہ عبقری ملت' فاتح قیصر و کسری' ناشر عدل و مساوات' داماد شیر خدا اور خلیفہ الرسول ثانی حضرت عمر فاروق کی شہادت اس مہینے کی یکم تاریخ کو ہوئی تو مناسب لگا کہ اس مضمون میں صرف ان چیزوں کا تذکرہ کیا جائے جن کا تعلق سیدنا حضرت علی اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے آپس میں تعلقات سے ہو۔ اس میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ تمام چیزیں کتب شیعہ سے اخذ کرکے لکھوں تاکہ نہ ان پر شک کر سکیں اور نہ ان کو مانے بغیر چارہ کار ہو۔

امیر المومنین' شہسوار اسلام حضرت عمر بن خطاب عبقری ملت' مسلمانوں کی عزت حشمت اور درخشانیوں کا بانی' جس نے قیصر و کسری کو ذلیل کرکے دین کا جھنڈا بلند کیا۔ جس نے امیر و غریب کے درمیان عدل کیا جس نے حق بات کہنے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کی۔ قاطع شرک و بدعت' امین اور راشد

(حضرت عمر فاروق نہایت جلال کے صحابی ہیں' قبل از اسلام آپؓ کا شمار روسائے قریش میں ہوتا تھا۔ سرور کونین نے آپ ﷺ کے لئے دعا کی: اللهم اعزا الاسلام بعمر بن الخطاب "بحار الانوار مجلسی" کہ اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب کے ذریعے معزز اور مضبوط بنا دے تو حضرت عمر ﷺ مشرف باالاسلام ہوئے تو نبیؐ اور آپؐ کے صحابہ نے پہلی مرتبہ علی الاعلان نماز بیت اللہ میں جا کر ادا کی۔ تبھی آپؓ کو نبیؐ کی جانب سے "فاروق" کا لقب عطا ہوا یعنی حق و باطل میں تمیز اور فرق کر دینے والا۔ آپؓ کو نبی اکرمؐ کی طرف سے کئی مرتبہ جنت کی بشارت ملی۔ آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے) محبوب حضرت عمر فاروق اہل بیت کو اتنے ہی پیارے تھے جتنے خاتم النبین کو تھے۔ آپؐ نے اس کے بارہ میں کہا "میں محل جنت میں گیا۔۔۔ میں نے وہاں محل دیکھا' میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا عمر بن الخطاب کا ہے۔ (متفق علیہ)

نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کے کثیر خطبات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عمر فاروقؓ واقعی دین کی عزت' اسلام کی رفعت' امت کی عظمت اور ملت اسلامیہ کی وسعت کا سبب ہیں۔

آپؐ نے زبان وحی سے فرمایا میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کنویں پر کھڑا ہوں۔ جس پر ایک ڈول ہے میں اس میں سے جتنا اللہ کو منظور تھا (پانی) کھینچا' پھر ڈول ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اور اس میں سے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی تھی۔ اللہ انکی کمزوری معاف فرمائے۔ پھر وہی ڈول بہت بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور اسے عمر بن الخطاب نے پکڑ لیا۔ میں نے کسی عبقری کو عمر کی طرح کھینچتے نہیں دیکھا۔ حتی کہ سب لوگوں کے جانور تک سیراب ہو گئے۔

(متفق علیہ)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔ (ترمذی)

آپ نے حضرت عمرؓ کے فضائل و مناقب میں امام کونین کی زبان وحی سے نکلنے والے الفاظ پڑھ لیئے اب ہم آپ کو بتائیں گے کہ علی بن ابی طالب سربراہ اہل بیت اور شیعہ کے پہلے امام معصوم حضرت عمر کے مناقب کس طرح واشگاف الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے سابقہ روایات کی تائید بھی ہو جائے گی اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آ جائے گی کہ ان کو آپس میں کس قدر محبت و الفت اور ایک دوسرے کا احترام تھا۔ تو آیئے دیکھئے سید اہل بیت اس محسن اسلامیہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔

شیعہ کے امام معصوم سید اہل بیت سیدنا حضرت علی فاروق اعظم کی ولایت اور نبیؐ کے خواب کے سچا ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و ولهم و ال خاقام و استقام حتی ضرب اللدین یجر انه ( نهج البلاغه' تحقیق محمد عبده ۴ر۱۰۰ بیروت)

اور ان پر (مسلمانوں پر) ایک والی مقرر ہوا۔ پس دین قائم ہو گیا پختہ و مضبوط ہو گیا۔

تو ابن ابی الحدید المعزلی شیعی اسکی شرح میں لکھتا ہے "یہ والی عمر بن الخطاب تھے۔

اس میں (علیؓ نے) عمر کے ساتھ نبیؐ کی قرابت' آپ کے ساتھ خصوصی تعلق اور رازداری و اعتماد کا ذکر کیا ہے۔ آپؓ کے بارہ میں کہا: پھر مسلمانوں نے آپؐ کے بعد اپنی مرضی سے ایک آدمی چن لیا جس نے ضعیف العمری کے باوجود حسب استطاعت اصلاح احوال پر بھرپور توجہ دی۔ اس کے بعد پھر ان پر ایک والی

مقرر ہوا۔ پس دین قائم ہو گیا اور خوب پختہ و مضبوط ہو گیا۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ۵/۵۱۹)

اب آپ دیکھیں شیعہ کے نزدیک حضرت علی امام معصوم ہیں جن سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ وہ حضرت عمر فاروق کے اوصاف اور رسول اللہؐ کے خواب کی کیسے وضاحت فرما رہے ہیں اور اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ واقعی حضرت عمر کے دور خلافت میں دین کو تقویت اور اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلنے کا خوب موقع ملا۔

نہج البلاغہ (جو شیعہ مذہب کے مطابق حضرت علیؓ کے خطاب کا مجموعہ ہے بقول شیعہ حضرات اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں) میں حضرت علیؓ کے کتنے ہی خطبہ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فاروق اعظم واقعی دین کی عزت، اسلام کی رفعت، امت اسلامیہ کی عظمت اور بلاد اسلامیہ کی وسعت کا سبب بنے ہیں۔ آپؓ نے لوگوں کو دین حنیف پر چلایا، فتنوں کو ختم کیا، قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمایا، باطل کے نیست و نابود ہونے اور سنت مطاہرہ کے احیا کا سبب بنے، ان خطبات میں سے ایک خطبہ ملاحظہ فرمائیں۔

فلاں آدمی مستحق تعریف ہے کہ اس نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیا، مرض کو دور کر دیا، فتنہ کو پیچھے چھوڑ دیا، سنت قائم کر دی، بہت کم عیوب والا تھا، پاک دامن رخصت ہوا۔ اس نے شر سے اجتناب کرکے خیر کو پالیا، اللہ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا، اس کے حق ادا کرنے میں ہمیشہ تقویٰ سے کام لیا، خود چلا گیا اور دوسروں کو مختلف راہوں میں بھٹکتا چھوڑ گیا، جن میں گمراہ سیدھے راستہ پر نہیں چل سکتا اور سیدھی راہ پر چلنے والا یقین نہیں پا سکتا اور شرح نہج البلاغہ؛ لابن ابی الحدید ۳/۱) ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فلاں آدمی سے مراد عمر بن الخطاب ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کا شیعہ کے پاس کونسا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ جس کو بنیاد بنا کر وہ فاروق اعظم سے بغض رکھیں اور سب و شتم کا نشانہ بنائیں۔ اس لئے اب یہ ماننا پڑے گا کہ آج کا شیعہ مذہب غلط اور باطل ہے یا پھر سید اہل بیت نے جھوٹ بولا ہے (اعوذ باللہ منہ) جبکہ خود شیعہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت علی امام معصوم ہیں اور خطاء سے قطعا پاک ہیں۔ اب یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ شیعہ کا عقیدہ غلط اور فاروق اعظم سے بغض رکھنا باطل ہے۔

**حضرت علیؓ نے فرمایا مسلمانوں پر ایک والی مقرر ہوا جس سے دین پختہ اور مضبوط ہو گیا۔ (یہ خلیفہ دوئم حضرت عمرؓ تھے)**

شیعہ حضرات کا خیال ہے بلکہ برملا کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبیؐ کے وصی تھے، نبیؐ نے آپ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا اور ابوبکر نے (اعوذ باللہ منہ) علی پر زیادتی کی اور خلافت پر خود متمکن ہو گئے اور پھر ابوبکر کے بعد عمر فاروق نے بھی حضرت علی کا حق غصب کر لیا اور حضرت علی کو خلافت سے محروم کر دیا۔ جبکہ خود علی المرتضیٰ ابوبکر و عمر کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔ سید اہل بیت فرماتے ہیں:

"نبیؐ کے بعد اس امت میں سب سے بہترین ابوبکر اور عمر ہیں۔" (کتاب الشافی ۲/۴۳۸)

ایک مرتبہ محمد بن حنیفہؒ نے سید اہل بیت سے پوچھا:

ای الناس خیر بعد النبیؐ۔

ترجمہ :۔ کہ نبی کے بعد کونسا شخص بہتر ہے۔

تو آپ نے فرمایا:

"ابوبکر قال ثم من؟ قال عمر و خشیت ان یقول عثمان"

ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر۔ تو میں نے کہا کون بہتر ہے تو آپ نے فرمایا عمر اور میں اس بات سے ڈرا کہ اب اگر میں ایسے پوچھا تو آپ عثمانؓ کا نام نہ دیں اس لئے میں نے خود ہی کہہ دیا کہ عمر کے بعد آپ کا نمبر ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ما انا الا رجل من المسلمین" کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ (بخاری ر ابو داؤد)

دوسری بات اگر ابوبکر اور عمر نے خلافت غصب کی اور حضرت علی کو خلافت سے محروم کر دیا تو علی مظلوم ہوئے جبکہ شیعہ حضرت علی کو علی مشکل کشا اور بہت کچھ کہتے ہیں اور یاعلی مدد کہہ کر ان سے مدد طلب کرتے ہیں تو یہ سب جھوٹ ہے جو اپنی مشکل حل نہیں کر سکتا اور اپنا حق ہی نہیں لے سکتا تو وہ دوسروں کی مدد کیسے کر سکتا ہے۔

یہ بات صحیح نہیں کہ ابوبکر و عمر نے خلافت غصب کر لی اور حضرت علی نے مجبور ہو کر ان کی بیعت کر لی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے خلافت کے بارہ میں وصیت نامہ لکھوا کر جس میں سیدنا عمر فاروق کو اپنا جانشین تجویز فرمایا تھا۔ بالا خانے پر تشریف لائے اور لوگوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: اے لوگو! خلافت کے بارہ میں میں نے ایک عہد کیا ہے کیا اس پر رضامند ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں! لیکن سیدنا علیؓ نے فرمایا "لا نرضی الا ان یکون عمر بن الخطاب" کہ ہم عمر بن الخطاب کے علاوہ کسی اور پر راضی نہیں ہیں۔ ( اسد الغابہ ۴/۷۰، تاریخ الخلفاء ۸۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کو

سیدنا عمرؓ سے دلی محبت تھی اور ان کے مناقب سے بخوبی واقف تھے اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکر کے بعد اگر کشتی امت کا کوئی ناخدا ہو سکتا ہے تو وہ عمر فاروقؓ ہی ہیں۔ عمر فاروق نجیب الامت' القوی الامین' امام ہدایت' راشد و مرشد' غرض کئی قسم کی عظمتوں کے مستحق تھے۔ اس لئے ابوبکر کے بعد قصر خلافت فاروقی کی پہلی اینٹ سید اہل بیت نے رکھی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارہ میں شیعہ کے نظریات پر باطل ہونے کی مہر ثبت کر دی۔ صرف یہی نہیں کہ سید اہل بیت نے حضرت عمرؓ کی بیعت خوش دلی سے کی تھی بلکہ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ شیر خدا امور مملکت میں عمر فاروق کے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرماتے تھے اور عمر فاروق بھی اکثر معاملات میں انہیں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عمر فاروقؓ مدینہ سے باہر سفر پر کم و بیش تین مرتبہ مدینے میں حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنا کر گئے۔

۱۔ چودہ ہجری میں مدینہ سے باہر پانی کے ایک چشمے پر تشریف لے گئے تو حضرت علی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۳۵)

۲۔ پھر پندرہ ہجری میں فتح بیت المقدس کے موقع پر بیت المقدس تشریف لے گئے تو آپ کو امیر بنایا۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۵۰۰' ابن خلدون ۲/۱۰۶)

۳۔ سترہ ہجری میں جب آپؓ "مقام ابلہ" پر تشریف لے گئے تو بھی حضرت علی کو اپنا قائم مقام منتخب فرمایا۔ (تاریخ طبری ۴/۲۰۳)

جب "نہاوند" کا معرکہ پیش آیا تو عمر فاروق نے خود فوج لے کر محاذ پر جانے کا ارادہ کیا اور اس بارے میں اہل شوریٰ سے مشورہ طلب کیا۔ سب صحابہ نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ جب حضرت علی سے مشورہ طلب کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: اگر آپ خود بنفس نفیس دشمن کی طرف چلے گئے تو آپ اپنے مرکز سے دور ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے دوسرے شہروں کا محافظ اور نگہبان کوئی نہیں رہے گا۔ آپؓ کے بعد کوئی نہیں جس کی طرف مسلمان جائیں گے۔ آپ دشمن کی طرف کسی اور جنگجو کو قائد بنا کر بھیج دو۔ ان کے ساتھ شجاع اور نصیحت قبول کرنے والوں کو روانہ کر دیجئے۔ اگر اللہ نے انہیں غلبہ دیا تو یہی آپ کی منشاء ہے' بصورت دیگر آپ لوگوں کو سہارا دینے والے اور مسلمانوں کی جائے پناہ ہوں گے۔ (شرح نہج البلاغہ' لابن ابی الحدید ۲/۳۲۹)

اگر حضرت علی واقعی خلافت کے خواہش مند ہوتے اور ان پر زیادتی ہوئی ہوتی تو آپ ان موقعوں کو غنیمت جانتے ہوئے تخت خلافت پر قبضہ کیوں نہ کر لیا اور یہ شیعہ کا پھیلایا ہوا پروپیگنڈا ہے اور ان کے بارہ میں جو دشمنان صحابہ نے عداوت اور دشمنی اور افتراق و انتشار کی روایات مشہور کر رکھی ہیں وہ سب جھوٹ کا پلندہ اور ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہیں۔ جبکہ یہ واقعات ان کی آپس میں محبت و مودت کے مضبوط اور گہرے رشتہ پر دلالت کرتے ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اسی طرح آپؓ کے ساتھ محبت و مودت کا برتاؤ کرتے رہے۔ شیرخدا ایک نگران کی طرح آپؓ کے ساتھ رہے۔ آپ کی زندگی کی حفاظت کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ اللہ آپ کو لمبی زندگی دے' وہ آپ کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ فاروق اعظم جڑ اور بنیاد ہیں۔ جڑ کٹ جائے تو شاخیں سوکھ جاتی ہیں۔ آپ ہی مرکز و محور ہیں' محور نہ رہے تو چکی بھی نہیں گھوم سکتی۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ سے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ فارس میں جانے کے لئے مشورہ پوچھا تو آپؓ نے فرمایا:

اگر آپؓ نظروں سے اوجھل ہو گئے' سب کچھ ضائع ہو جائے گا' قوت کمزور ہو جائے گی' لوگ اس طرح پھٹ جائیں گے کہ پھر ابد تک انکے اجتماع و اتحاد کی امید نہیں کی جا سکتی۔

(نہج البلاغہ تحقیق صبحی ۲۰۳' ۲۰۴)

**اگر حضرت علیؓ واقعی ہی خلافت کے خواہشمند ہوتے اور ان پر زیادتی ہوئی ہوتی تو جب آپؓ کو حضرت عمر فاروقؓ نائب مقرر کر کے مدینہ سے باہر گئے تو اس واقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے حضرت علیؓ نے تخت خلافت پر کیوں قبضہ نہ کیا۔**

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس بات پر بھی یقین تھا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔ اس لئے آپؓ معمولی اور غیر اہم کاموں میں بھی آپؓ کی سیرت و عمل کا خاص اہتمام کرتے' شیعہ کے دوسرے امام معصوم سیدنا حسن بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ علیؓ نے کوفہ آ کر کسی بھی کام میں عمر کی مخالفت کی ہو' ان کی قائم کردہ کسی چیز کو تبدیل کیا ہو۔ (الاخبار القوال ۱۵۲)

اسی طرح جب علی المرتضیٰ سے فدک واپس کرنے کے بارہ میں بات کی گئی تو آپؓ نے فرمایا "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس چیز کو لوٹا دوں جسے ابوبکر نے روک رکھا تھا اور عمر نے بھی اسے ویسے ہی رہنے دیا تھا۔ (کتاب الشافی فی الامامہ ص ۲۱۳' شرح نہج البلاغہ' لابن ابی الحدید)

پھر جب اہل نجران آپ کے پاس شکایت لے کر آئے کہ عمرؓ نے ان کے ساتھ ظلم کیا ہے تو آپؓ نے جواب میں فرمایا "عمر درست معاملہ

کرنے والے تھے میں ان کے کئے ہوئے کسی کام میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ (التاریخ الکبیر للامام البخاری ۱۴۵/۴، فتوح البلدان ۷۳)

حضرت علیؓ اس لئے اس حد تک آپؓ کی اطاعت کرتے تھے کہ رسول اللہ کی احادیث کے مطابق آپؓ کو من جانب اللہ الہام ہوتا تھا اور جس طرف آپ جاتے حق آپؓ کے ساتھ ساتھ جاتا۔

آپؓ کی ایسی حضرت علی کو محبت و مودت ہی تھی کہ جب عمر فاروق نے ام کلثوم بنت علی کا رشتہ طلب کیا تو آپؓ نے انکار نہیں کیا اور آپؓ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی عمر فاروق سے کر دی اور دس ہزار دینار حق مہر مقرر کیا گیا۔

(تاریخ طبری ۱۶/۵، مصر قدیم)

اور آپؓ نے اپنے بیٹوں کے نام خلفائے ثلاثہ کے نام پر رکھے۔

۱۔ ابوبکر (۲) عمر بن علی (۳) عثمان بن علی یہ تینوں کربلا میں شہید ہوئے۔ (تصویر کربلا بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ۹۵)

اس سے بڑھ کر محبت کا کونسا انداز ہو سکتا ہے اور اس سے بہتر کونسی مثال پیش کی جا سکتی ہے اور یہ مثالیں مذہب شیعہ کے لئے آہنی چنہ ہے جیسے نگلا جا سکتا ہے نہ تھوکا جا سکتا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر جب فاروق اعظم ابو لولوء مجوسی کے ہاتھوں زخمی ہو گئے تو سیدنا علی اور عبداللہ بن عباس تشریف لائے تو دیکھا کہ ام کلثوم بنت علی کے ساتھ اور بہت سی عورتیں رو رہی ہیں تو عمر فاروقؓ نے کہا! تمہارا ستیاناس ہو کیا اللہ عمر کو نہیں بخشے گا تو ابن عباس نے کہا اللہ کی قسم مجھے یقین ہے (کہ آپ ضرور بخشے جائیں گے) .... عمرؓ نے کہا "اے ابن عباس کیا آپ میرے بارے میں اس بات کی گواہی دیتے ہیں؟" ابن عباس خاموش ہو گئے تو علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اللہ کی قسم آپؓ کا اسلام لانا باعث عزت، آپ کی امارت باعث فخر ہے، آپ نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔"

پھر ابن عباس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ کہہ دے ہاں (کہ میں آپ کی بخشش کی گواہی دیتا ہوں) میں تیرے ساتھ ہوں "تو ابن عباس نے ہاں کہہ دی۔

(شرح نہج البلاغہ، لابن ابی الحدید ۱۴۶/۳)

جب حضرت عمر فاروق دنیا فانی سے رخصت ہو گئے تو سید اہل بیت حضرت علیؓ رونے لگے جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیوں رو رہے ہو تو فرمایا: "عمر کی موت پر رو رہا ہوں، عمر کی موت اسلام میں ایک ایسا شگاف ہے جو قیامت تک پر نہیں کیا جا سکتا۔ (الفتوحات الاسلامیہ ۴۲۹/۲ بحوالہ "المرتضیٰ" ابوالحسن ندوی صاحب)

شیعہ کے پہلے امام معصوم سید اہل بیت کا اس بات پر بھی ایمان تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل جنت میں سے ہیں۔ اس لئے کہ زبان نبوت سے عمر کے لئے بشارتیں سن رکھی تھیں۔ جب عمر فاروق کو غسل و کفن دیا گیا تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آئے اور آپ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا "اللہ ان پر رحمتیں اور سلام نازل فرمائے روئے زمین پر کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے بارہ میں میری یہ خواہش ہو کہ میرے اعمال اس کے اعمال کے ساتھ ملا دیئے جائیں۔ سوائے اس آدمی کے جو تمہارے درمیان کفن میں لپٹا پڑا ہے۔ (کتاب الشافی، لعلم الہدیٰ ۱۱۷، تلخیص الشافی، للطوسی ۴۲۸/۲)

کیا اس کے بعد بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ فاروق اعظم جنتی نہیں ہیں اور آپؓ کے بارہ میں غلط نظریات رکھ سکتا، صرف وہی انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ جو اہل بیت کے ساتھ محبت میں جھوٹا ہے اور اس کا اپنا ایمان بھی مشکوک ہے۔ کیونکہ محب اہل بیت کا دعوی کرنے والوں کے امام معصوم سردار اہل بیت عمر فاروق کو جنتی شمار کرتے تھے۔ ظاہر ہے کسی جنتی آدمی کے بارہ میں ہی یہ خواہش رکھی جا سکتی ہے کہ اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اس کا اعمال نامہ ملا دیا جائے۔

صرف علی ہی نہیں بلکہ شیعہ کے گیارہ کے گیارہ امام معصوم عمر فاروق سے اسی طرح محبت کرتے تھے جس طرح امام اول حضرت علی سے ہم نے ثابت کیا ہے۔ صرف تنگ داماں کی وجہ سے ان کے اقوال کو ہم نقل نہیں کر رہے۔

کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ علی، عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کرتے تھے، آپ کے مابین کوئی اختلاف تھا اور علی اور آپ کے متعلقین نے عمر فاروقؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔

کیا تصور کیا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی سرے سے دوسرے کی خلافت و سیاست ہی کو تسلیم نہ کرتا ہو اور وہ پھر اسے اہم معاملات اور مشکل مسائل میں اپنے ساتھ شریک و شامل رکھے۔ اس کی رائے تسلیم کرے اور اس کے فیصلے کو نافذ کر دے۔ کاش! شیعہ اہل بیت اور اہل بیت سے محبت کا دعوی کرنے والے اپنے ہی اماموں کی بات کو مان لیں جن کے بارہ میں معصومیت کا نظریہ رکھتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اگر شیعہ حضرات صرف اپنے اماموں کی اور اپنے معتبر کتب پر ہی عمل کریں تو نہ صرف ملک میں امن و امان عام ہو جائے گا بلکہ ان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ اللہ تعالی سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جس کے جی میں آئے پائے وہی روشنی
میں نے دل جلا کے سرعام رکھ دیا ہے